دل کی بات

''اب کے منظر میں دریچہ بھی نیا رکھا ہے''

جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے:

''ناکام ہوا تو اقتدار چھوڑ دوں گا۔ میں حکومت میں اس لیے نہیں ہوں کہ یہ ملک ناکام ہو۔ اصولی طور پر وردی جمہوریت کے اصولوں کے خلاف ہے تاہم پاکستان کی پارلیمنٹ نے مجھے دوتہائی اکثریت سے وردی پہننے کا حق دیا ہے۔ وردی اب میری کھال بن چکی ہے، اسے کیسے اتار دوں۔ سپریم کورٹ میں صدارتی ریفرنس کی سماعت کی لمحہ بہ لمحہ کارروائی دی جاتی ہے۔ جیسے پاکستان میں آگ لگی ہوئی ہے۔ بعض لوگ اس مسئلے کو سیاسی بنا رہے ہیں اور میری حکومت کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ کراچی میں خون خرابے کے ذمہ دار چیف جسٹس ہیں۔ وہ کراچی نہ آتے تو سانحہ نہ ہوتا۔ یہ سچ اور جھوٹ کی جنگ ہے۔ جھوٹ جیتا تو وہ رونے والا دن ہوگا۔''

یہ وہ شاہی فرمودات ہیں جو گزشتہ ہفتے مختلف تقاریب اور ایک نجی ٹی وی چینل کے افتتاح کے موقع پر جاری ہوئے۔ ''شاہ پرویز'' نے ان فرمودات میں بعض حقائق کو تسلیم کیا ہے اور بعض حقیقتوں کا نہایت ڈھٹائی سے انکار بھی کیا ہے۔ امن وامان کی صورت حال پورے ملک میں انتہائی خراب اور تشویش ناک ہے۔ بم دھماکے، فائرنگ، قتل وغارت گری، ڈاکے، اغواء، لوٹ مار، آبروریزی، روزافزوں مہنگائی، بے روزگاری، منہ زور فحاشی وعریانی، بے دینی و مذہب بیزاری کا فروغ، روشن خیالی کی آڑ میں ژولیدہ خیالی کی ترویج، اسلام کا استہزاء وتمسخر، دینی قدروں کی پامالی اور دین والوں کی تذلیل، ہماری تہذیبی وسماجی قدروں کی بربادی، خاندانی نظام سے بغاوت اور اس کا خاتمہ یہ سب ''نیک کام'' صدر پرویز کی مبینہ روشن خیالی کا شاخسانہ ہیں۔ کیا ملک کے اندر یہ سب کچھ نہیں ہو رہا؟ کیا ملک میں کوئی آئین وقانون باقی ہے؟ اور کیا جنرل پرویز اس صورت حال کو اپنی کامیابی قرار دیں گے؟ اگر یہی کامیابی ہے تو پھر ناکامی کسے کہتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف جنرل پرویز بری طرح ناکام ہوگئے ہیں بلکہ اُن کے غلط اقدامات کی وجہ سے عالمی استعمار کے تھنک ٹینک پاکستان کو بھی ایک ناکام ریاست کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ قوم کے دل میں وردی کی پہلے بھی قدر تھی اور آج بھی ہے۔ لیکن وردی پہن کر غلط کام کرنے والے کی کوئی عزت نہیں رہی۔ جس پارلیمنٹ کی دوتہائی اکثریت نے انھیں وردی اور صدارت کا حق دیا ہے، وہ سب کے سب نیب زدہ ہیں۔ اُن کے جرائم کی فائلیں اسی شرط پر بند کی گئی تھیں کہ وہ مکمل فرماں برداری کا مظاہرہ کریں اور قصرِ شاہی سے صادر ہونے والے ہر حکم کی تعمیل کریں۔ ورنہ فائلیں کھل جائیں گی۔ نیب زدہ دوتہائی اکثریت نے ہر شاہی و نادر شاہی فرمان کی تعمیل کی اور شاہ پرویز کے روبرو کورنش بھی بجالائے۔ اکثریت کے اِس عارضی

منظر کو دیکھ کر دل تو خوش کیا جا سکتا ہے لیکن انھیں سولہ کروڑ عوام قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۹/مارچ کو چیف جسٹس آف پاکستان کے ساتھ جو تنازعہ شروع کیا گیا' وہ اپنے نتیجہ پر پہنچنے والا ہے۔ پاکستان کی تمام بار کونسلز' جج' چیف جسٹس کے ساتھ ہیں۔ وکلاء سینہ تان کر چیف جسٹس کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے ہیں۔ عوام چیف جسٹس کے ساتھ ہیں۔ اس کا مظاہرہ ملک بھر میں ہوا' دنیا نے دیکھا لیکن شاید شاہ پرویز عمداً نہیں دیکھ رہے۔ چیف جسٹس ۱۲/مئی کو سندھ ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کی دعوت پر کراچی گئے تو انھیں ایئر پورٹ پر ہی مقید کر دیا اور شام کو واپس اسلام آباد بھیج دیا۔ سارا دن عوام پر سیدھی گولیاں برسائی گئیں۔ پچاس سے زائد بے گناہ انسانوں کی لاشیں کراچی کی شاہراہوں پر تڑپائی اور گرائی گئیں۔ ٹی وی کیمرہ نے پوری دنیا کو دکھایا کہ گولیاں کون چلا رہا ہے اور کون لوگ مر رہے ہیں۔ لیکن نہیں دیکھا تو شاہ پرویز نے نہیں دیکھا۔ کراچی میں لاشیں گر رہی تھیں اور شاہ پرویز اسلام آباد میں ڈھول کی تھاپ اور گھوڑوں کے رقص کے روبرو ایک پھس پھسی ریلی سے خطاب کر رہے تھے۔ چیف جسٹس کے سندھ بار سے خطاب سے پہلے سے طے شدہ اور اعلان شدہ پروگرام کے مقابلے میں اُسی روز کراچی میں ایم کیو ایم کی ریلی کا انعقاد محض اتفاق ہے یا قتل و غارت گری کی منظم سازش؟ اس سادہ سے سوال کا کوئی معقول جواب حکمران اب تک نہیں دے سکے۔ الٹا یہ فرمان جاری ہوا کہ:

> ''سندھ حکومت نے بروقت اور درست اقدامات کیے۔ میں نہیں جانتا کہ فائر کس نے کیے۔ ایم کیو ایم نے ریلی نکال کر سیاسی جواب دیا، طاقت دکھانا اس کا حق ہے۔''

جنرل پرویز کو آنکھیں کھول لینی چاہئیں اور کھلی آنکھوں دیکھ کر تسلیم کر لینا چاہیے کہ وہ ناکام ہو چکے ہیں۔ انھیں اقتدار سے سبکدوش ہو جانا چاہیے۔ عدلیہ کے تیور بدلے ہوئے ہیں۔ چیف جسٹس عدلیہ کی آزادی و خود مختاری کے لیے کٹہرے میں آ کھڑے ہوئے ہیں۔ اپوزیشن کی تمام جماعتیں انھیں مسترد کر رہی ہیں۔ جنرل صاحب جلسے کر کے کس کے لیے ووٹ مانگ رہے ہیں؟ پاکستان کی تاریخ تو یہی بتاتی ہے کہ جب آمروں کا زوال شروع ہوتا ہے وہ تو شہروں کا رخ کرتے ہیں اور جلسے کرتے ہیں۔ لیکن نتیجہ اُن کی واپسی پر ہی منتج ہوتا ہے۔

تختِ اقتدار پر بٹھانے اور اٹھانے والی قوتیں دونوں کام بڑی مہارت، تدبیر اور منصوبہ بندی کے ساتھ سرانجام دیتی ہیں۔ حالات بدلنا اور منظر تبدیل کرنا اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے۔ لیکن دلچسپ امر یہ ہے کہ......

اب کے منظر میں دریچہ بھی نیا رکھا ہے
شاخ کے ساتھ پرندہ بھی نیا رکھا ہے

☆☆☆